وزراء نبیہ یقا تلون عن دینہ ۔" (مسند احمد)
یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دلوں کا جائزہ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تمام سے بہتر پایا چنانچہ اپنے لیے اسی کو منتخب فرمایا اور آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر تمام بنی آدم کے دلوں کو پرکھا تو صحابہ کرام کے دلوں کو عمدہ پایا لہذا انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لیے منتخب فرمالیا اور آپ کے وزیر مقرر کیا کہ وہ اس کے دین کا دفاع کرتے ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ نے صحابہ کرام کی مدح میں اعلام الموقعین میں بڑی تفصیل سے کہا ہے۔ آپ ایک مقام پر رقمطراز ہیں کہ:

" وہ تمام امت کے سردار تھے تمام کے تاج اور تمام امت سے زیادہ کتاب وسنت کا علم رکھنے والے تھے کیونکہ انھوں نے قرآن مجید کو نازل ہوتے دیکھا۔ عربیت کے ماہر ہونے کے ساتھ اس کی تفسیر کو براہ راست چشمۂ نبوت سے حاصل کیا ــــ اور ان کے بعد آنے والے شخص کی فہم وفراست سے ان کا کیا تناسب ــــ جن کی موافقت قرآن کرتا ہوں اور وحی ان کی تائید میں نازل ہوتی ہو۔ ان کے قلوب واذہان بلا واسطہ نور ہدایت سے منور تھے۔ اسی وجہ سے صحابہ کے فتاویٰ تابعین سے زیادہ حیثیت رکھتے ہیں اور تابعین کے فتاویٰ تبع تابعین سے زیادہ اہم ہیں۔ اسی طرح ان کے بعد تمام فتاویٰ اسی ترتیب سے افضلیت واولیت رکھتے ہیں اور یہی تدریجی حیثیت اپنے سے متاخر پر حاصل ہے اور وہ فتاویٰ (اغلباً) زیادہ درست ہوگا جو عہد نبوی کے قریب ہوگا۔ نیز اس سے بڑھ کر صحابہ کی شان میں اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ کہ خلفائے راشدین، ابن مسعود، سلمان فارسی اور عبادہ بن صامت وغیرہ کبار صحابہؓ کرام پر کسی بعد میں آنے والے کو ترجیح دے دی جائے حالانکہ یہی وہ مقدس اور واحد گروہ ہے جو ہمارے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے درمیان واحد مقدس واسطہ ہے اور ان پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا ایسا دھبہ ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی دھبہ نہیں ــــ فسبحانک ھذا بھتان عظیم "

قبل ازیں آپ آثار صحابہ کی روشنی میں پڑھ چکے ہیں کہ شیخین پر کسی دوسرے صحابی کو ترجیح دینے والے کو اسّی درّے لگائے جائیں گے تو جو شخص کسی غیر صحابی کو ان پر فضیلت دے

اس کی سزا کیا ہوگی؟ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس بات میں کیا شک ہے کہ بعد میں آنے والے ائمہ، فقہاء، مجتہدین اور محدثین تمام کے تمام صحابہ کرام کے ہی خوشہ چین اور رہین منت ہیں۔

دوسری غلطی ابو تراب نے اس ضمن میں دوسری غلطی یہ کی ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تمام صحابہ کی جمیع مرویات اور تمام فقاہت کو یکجا کر دیا ہے! ابو تراب کی یہ بات بھی خلاف واقعہ اور بدیہی البطلان ہے جیسا کہ متعدد وجوہ سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً۔

۱۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مرویات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء اور استقصاء محال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو حدیث ایک کتاب میں ہے وہ دوسری میں نہیں ہوتی۔ بلکہ جمیع کتب حدیث و آثار کو بھی اکٹھا کر لیا جائے تو یہ بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی کہ اب علم نبوی کا استیعاب ہو گیا ہے۔ ہمارے سامنے مرویات صحابہ کا سب سے بڑا ذخیرہ (مسند بقی بن مخلد یا) مسند احمد کی صورت میں موجود ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض احادیث ان مسندات میں بھی نہیں لیکن دوسری سنن میں پائی جاتی ہیں۔

۲۔ اگرچہ اکثر صحابہ نے آپ کی صحبت میں کثیر وقت گزارا جو کہ ہمیشہ حضر و سفر میں آپ کے ساتھ تھے لیکن ان میں سے کافی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہو گئے بایں وجہ یا کسی اور عذر کی بنا پر ان سے ذخیرہ حدیث جمع نہ ہو سکا اور نہ ہی فقاہت جمع ہو سکی۔ مثلاً حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ:۔

انہ سئل عن قلۃ روایتہ للحدیث مع کونہ ملازماً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفراً وحضراً فی مکۃ والمدینۃ فاجاب انہ لم یترک التحدیث مع امتلائہ حفظاً الاخشیۃ ان یدخل فی وعید الکذب علیہ۔ (مرقاۃ ص۱۲۵ ج۲)

اسی بات کی طرف ہم شیخین کی بحث میں بھی اشارہ کر آئے ہیں کہ قلیل الروایۃ کیوں تھے۔ بہرحال تمام علم کے استیعاب کا دعویٰ باطل ہے۔

۳۔ اور یہ دعویٰ اس وجہ سے بھی مردود ہے کہ امام بخاری کی جمیع کتب میں جتنی بھی احادیث و آثار اور فتاویٰ صحابہ جمع ہیں وہ تمام علم کا عشر عشیر بھی نہیں چنانچہ صحاح، سنن، مسانید

معاجم اور مستخرجات میں بہت سا ذخیرہ احادیث ایسا ملتا ہے جو امام بخاری کی کتب میں نہیں۔

۴۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ:

ما استصغرت نفسی عند احد الا عند علی بن المدینی۔

یعنی میں نے امام علی بن مدینی کے علاوہ اپنے آپ کو کسی کے سامنے حقیر محسوس نہیں کیا۔ — چنانچہ امام موصوف جب اپنے شیخ مذکور کے سامنے اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہیں تو ان کا مقام تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے بڑھا دینا صریح ظلم و جہالت ہے جس کی کسی صاحب ایمان سے توقع نہیں کی جا سکتی — ہمیں اعتراف ہے کہ فقاہت و اجتہاد، استخراج و استنباط مسائل، علم و فضل اور زہد تقویٰ میں امام بخاری کا کوئی ثانی نہ تھا لیکن صحابہ پر ان کو فوقیت اگر ان کے زمانہ میں دی جاتی تو آپ اس کے خلاف جہاد کرتے۔

پانچواں مقام جن مقامات پر ابو تراب نے غلطی کی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فقہاء نے بہت سے مسائل میں صحابہ کرام کے اجماع کی مخالفت کی ہے۔ بالخصوص مسائل اجتہادیہ میں — اور ایسے مسائل میں صحابہ آپس میں بھی مختلف ہیں چنانچہ امام ابو حنیفہ کا قول ھم رجال ونحن رجال بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

حسب سابق ابو تراب کا یہ دعویٰ بھی سراسر خلاف اصل ہے کیونکہ کسی بھی امام و فقیہ نے اجماع صحابہ کی مخالفت نہیں کی اور اگر بالفرض علی وجہ التسلیم کسی نے ایسا کیا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے جو کسی طور پر بھی قابلِ قبول نہ ہوگا کیونکہ اجماع صحابہ کتاب و سنت کے بعد کسی بھی مسئلہ میں قطعی حجت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جیسا کہ مالکیہ اور شوافع کے مسلک سے ظاہر ہوتا ہے۔

بہرحال تتبع بسیار کے باوجود ہمیں کوئی انسان ایسا نظر نہیں آیا جس نے اجماع صحابہ کی مخالفت کی ہو۔ مثلاً جمیع صحابہ اس بات پر متفق ہیں کہ تمام امت سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بالترتیب بہتر اور افضل ہیں اور اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں خواہ امہات المومنین ہوں یا کوئی اور — تو اس اجماع کی کسی فقیہ اور مجتہد اور قابلِ التفات عالم نے مخالفت نہیں کی۔

اور جہاں تک مسائل اجتہادیہ کا تعلق ہے تو فقہاء کے اقوال کا صحابہ کرام کے ارشادات و فتاوی سے مختلف ہو جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انھوں نے صحابہ کرام کی مخالفت کی ہے بلکہ اس اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ جس طرح صحابہ کرام میں کسی مسئلہ پر اختلاف رائے ہوتا اسی بنیاد پر فقہاء کے اقوال بھی مختلف ہو جاتے ہیں جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی فقیہ نے صحابی کی مخالفت کی ہے بالخصوص جب کہ فقہاء کا یہ اصول ہمارے سامنے ہے کہ جس قول کے مطابق قرآن و سنت سے دلیل مل جاتی تو اس پر عمل کرتے پھر صحابہ کرام کے تعامل کو دیکھتے اور اگر صحابہ کرام کے جزوی تعامل کے مقابلہ کسی نص پر موقوف فتاوی صحابہ کو دیکھتے تو اس پر عمل کرتے جس سے بعض صحابہ کی گستاخی کا پہلو نکالنا سراسر زیادتی کے مترادف ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے رسالہ بغدادیہ میں صحابہ کرام کی بڑی شرح و بسط سے تعریف فرمائی ہے جس میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مدح و تعریف قرآن مجید کے علاوہ تورات و انجیل میں بھی فرمائی ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے ان کے وہ فضائل و محامد بیان کیے جو کسی اور کے نصیب میں نہ آئے اور جن مراتب سے ان کو نوازا گیا باقی کائنات ان سے محروم ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو جس طرح انھوں نے سنا من و عن اسی طرح آگے پہنچا دیا۔ اور تمام معاملات نبوی کا انھوں نے مشاہدہ کیا۔ وحی ان میں نازل ہوئی جس کی وجہ سے وہ مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوص و عموم کے اعتبار سے بخوبی سمجھتے تھے اور جن احکام کو ہم جانتے ہیں یا نہیں وہ انھیں از بر تھے اور علم و اجتہاد تقویٰ و پرہیزگاری، عقل و حکمت اور استدراک و استخراج مسائل میں وہ ہم سے کہیں زیادہ فوقیت رکھتے تھے ان کی آراء ہم سے زیادہ قابل عمل ہیں اور ہم مسائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی طرف رجوع کرتے ہیں خواہ اس مسئلہ میں ان کا اجماع ہو یا اختلاف —— بہر حال ہم ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتے اور ان میں سے کسی کے قول کی دوسرا صحابی مخالفت نہ کرے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد ان میں سے یہ بات منسوب کی ہے کہ:-

"بان قول الصحابی حجۃ یجب المصیر الیہ فقال المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث یخالف کتابا او سنۃ او اجماعا او اثرا فھذہ البدعۃ الضلالۃ"

یعنی صحابی کا قول حجت ہے جس کی اتباع ضروری ہے اور محدثات کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ وہ کتاب وسنت اور اجماع وآثار کے مخالف ہو اور یہی قسم گمراہ کن بدعت ہے۔"

ابن قیمؒ فرماتے ہیں ایسے آثار کی مخالفت جو کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف نہ ہوں گمراہی ہے — علاوہ ازیں حافظ ابن قیمؒ نے امام شافعیؒ سے بدعت کی تعریف یوں نقل کی ہے کہ:

"والبدعۃ ما خالف کتابا او سنۃ او اثرا عن بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی بدعت یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کے خلاف ہو۔

بعد ازاں الرتابی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول ھم رجال ونحن رجال سے جو استدلال کرنے کی کوشش کی ہے وہ نہایت ہی دھوکہ دہی پر مبنی ہے اور حسب سابق اس نے اپنی پوری بددیانتی کا ثبوت دیا ہے کیونکہ امام موصوف نے یہ بات صحابہ کرام کے متعلق نہیں بلکہ تابعین کے متعلق کہی ہے چنانچہ امام ذہبی اس قول کو نعیم بن حماد کے واسطہ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ:۔

"سمعت اباحنیفۃ یقول ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین وما جاء عن الصحابۃ اخترنا وما کان من غیر ذلک فھم رجال ونحن رجال"

امام ابن عبدالبر نے بھی اپنی تصنیف الانتقاء میں اسی سند سے یہ الفاظ یوں نقل کیے ہیں کہ:۔

سمعت اباحنیفۃ یقول ما جاءنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلناہ علی الراس والعینین وما جاءنا عن اصحابہ اخترنا منہ ولم نخرج عن قولھم وما جاءنا عن التابعین فھم رجال ونحن رجال"

ان دونوں عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو بات ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچے ہم اسے سر آنکھوں تسلیم کریں گے اسی طرح جو بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ملے اسے بھی ہم تسلیم کریں گے اور ان کے فتاوی سے ہرگز روگردانی نہیں کریں گے البتہ جو بات تابعین وغیرہ سے ملے گی اس میں تامل ہوگا کیونکہ وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی۔

امام موصوف کے اس قول کو امام ابن القیمؒ نے بھی اعلام الموقعین میں نقل فرمایا ہے۔

—— بہرحال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول کا وہ مقصد ہرگز نہیں جو ابوتراب دیکھنا چاہتے ہیں بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ ہم تابعین کے مقلد نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں اپنے لیے اسوہ سمجھتے ہیں اور اسی کے ہم مکلف ہیں یعنی انھوں نے تقلیدی جمود کو توڑنے کی کوشش کی ہے اور فرمایا کہ ہمیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہیں ملے گا وہاں ہم اپنے اجتہاد سے کام لیں گے اور یہ کوئی معیوب بات نہیں کہ تابعین کی آراء کو انسان ترک کرکے اپنے اجتہاد پر عمل کرے۔

وما توفیقی الا باللہ وھو یقول الحق ویہدی الی السبیل۔

ترجمان کے دفتر کی منتقلی

قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بنا پر ترجمان الحدیث کا دفتر اقبال ٹاؤن سے چوک چوبرجی منتقل کر لیا گیا ہے اس لیے اب خط و کتابت اور ترسیل زر کے لیے مندرجہ ذیل پتہ نوٹ فرمالیں۔

مینیجر ماھنامہ ترجمان الحدیث

مرکزی دفتر: ۴۷۵۔ شادمان کالونی، لاہور